حصہ دوم :

سوال نمبر 2 :

-: (xi) :-

جواب :

سبق کا نام : سقراط

مصنف کا نام : مہدی افادی

ماخوذ : افاداتِ مہدی

مخالفین کے الزامات :

سقراط پر اسکے مخالفین نے درج ذیل الزامات لگائے

سقراط آیتھنس کے نوجوانوں کے اخلاق خراب کر رہا ہے
سقراط لڑکوں کو والدین کی اطاعت سے روک رہا ہے
سقراط لوگوں میں وطن مخالف جزبات ابھار رہا ہے

مخالفین کے الزامات کی وجہ:

اصل میں ان الزامات میں کوئی صداقت نہیں تھی محض حسد کی بناء پر مخالفین نے ان پر درج ذیل الزامات لگائے

سقراط کی سزا:

مخالفین کے الزامات کے نتیجے میں سقراط کو قید کر لیا گیا اور عدالت نے بھی تحقیقات کے بعد سقراط کو مجرم قرار دیا اور سزائے موت سنا دی یونان میں اس وقت سزائے موت کے لیے زہر کا پیالہ دیا جاتا

چنانچہ سقراط کو بھی زہر کا پیالہ
پیش کیا گیا اس نے بلا تکلف زہر
کا پیالہ ہونٹوں سے لگایا اور جان
دے کر ہمیشہ کے لیے امر ہوگیا

:- (vi) :-

جواب:

سبق کا نام: مائیں

مصنف کا نام: احمد ندیم قاسمی

ماخوذ : کپاس کا پھول

راجہ صاحب کا جواب:

راجہ جواب نے جواب میں کہا
کہ یہ عورتوں کا آپس کا معاملہ

ہے اور ہم مرد حضرات عورتوں کے
معاملات میں دخل دیتے ہوئے
اچھے نہیں لگتے اگر آپ ہماری
تو سمجھانے کا کام اپنی بیگم کے
ذریعے کروائیں تو زیادہ مناسب
ہوگا اکٹھے رکھے ہوئے دو برتن
بھی ٹکرا کر بج اٹھتے ہیں اور
یہ دونوں تو ماشاء اللہ جیتی جاگتی
اور بولتی چالتی عورتیں ہیں۔

سبق کا نام:

اس کے سبق کا نام "مائیں"
ہے

:- (۷) :-

جواب:

سبق کا نام: محسن محلہ

مصنف کا نام: اشفاق احمد

صنف: افسانہ

ماسٹر (الیاس) صاحب کی شخصیت:

ماسٹر الیاس نہایت سیدھے سادھے انسان تھے انہیں زمانے کے ساتھ چلنے کا ڈھنگ نہیں آتا تھا۔ وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے ہیرا پھیری نہیں کرتے تھے کبھی مبالغے سے کام نہیں لیتے تھے اور نہ ہی شیخی بگھارتے تھے۔ وہ اس قدر سیدھے اور بے پیچ شخصیت کے مالک تھے کہ انسان ہی نہیں لگتے تھے۔

دوستی نہ کرنے کی وجوہات

ماسٹر الیاس نہایت سادہ طبیعت
کے تھے اوپر سے ان کی شکل بھی
ایسی تھی کہ کوئی ان سے دوستی
کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔ اور ان کی
گفتگو کلام میں گرامر کی بہت سی
غلطیاں ہوتی تھیں جسکی وجہ سے
کوئی ان سے بات کرنا پسند نہیں
کرتا تھا۔ لوگ ان کو بہت حقارت
کی نظروں سے دیکھتے تھے وہ
اپنی شخصیت کی وجہ سے معاشرے
پر بوجھ تصور ہوتے اسلیے کوئی
ان کا دوست نہیں تھا

4

-: (xii) :-

جواب :

نظم : " بڑھے چلو " اختر شیرانی
نے لکھی ہے

مرکزی خیال:

نظم "بڑھے چلو" کا مرکزی خیال یہ ہے کہ اس میں مصنف نے قوم کے نوجوانوں کو وطن کی ترقی کے لیے کوشش کرنے کی تلقین کی ہے کہ وطن کے نوجوان ہر وقت ملک کی ترقی کے لیے جد وجہد کریں اور اپنا سب کچھ حتیٰ کہ اپنی جان بھی وطن کے لیے قربان کر دیں۔ وطن کی حفاظت کے لیے اپنا سب کچھ قربان کریں اور آگے بڑھتے جائیں۔ اگر وطن کی حفاظت میں مارے گئے تو شہید کہلاؤ گے اور اگر فتح نصیب ہوئی تو غازی کہلاؤ گے۔

اسلیے ہمیں اپنا تن، من، دھن وطن پر قربان کرنا چاہیے۔

6

-: (vii) :-

جواب:

"کتبہ" افسانہ "غلام عباس" نے لکھا ہے

اخلاقی سبق:

اس افسانے کا اخلاقی سبق یہ ہے کہ انسان کی لاتعداد خواہشات ہوتی ہیں اور ان خواہشات کو پورا کرنے کے لیے وہ کڑی دھوپ میں محنت کرتا ہے اور ان کو جلد از جلد پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے جیسے اس افسانے میں شریف حسین نے سنگ مرمر کا ٹکڑا اسلیے خریدا تھا کہ جب وہ ترقی کرے گا تو ایک

چھوٹا سا مکان خریدے گا اور
اس پر اپنا نام کندہ کرا کے گھر
کے دروازے کے باہر نصب کر دے
گا لیکن تبھی سنگ مرمر کا ٹکڑا اسکی
قبر پر نصب کر دیا ہے تو
انسان سوچتا کچھ اور ہے اور
ہوتا کچھ اور ہے اسیے انسان
کو سہانے سپنے نہیں دیکھنے چاہئیں
اور اپنی چادر دیکھ کر پاؤں
پھیلانے چاہئیں اللہ کی نعمتوں
کا ہر وقت شکر ادا کرنا چاہیے
ہر وقت صابر و شاکر رہنا
چاہیے

6

3

-: (viii) :-

جواب :

سبق کا نام: منظور

مصنف کا نام: سعادت حسن منٹو

ماخوذ: منٹو کے بہترین افسانے

خلاصہ:

اس سبق میں مصنف نے ایک چھوٹے بچے منظور کا ذکر کیا ہے۔ جس کا نچلا دھڑ مفلوج ہو گیا تھا اور وہ علاج کے سلسلے میں ہسپتال لایا گیا تھا۔ اور اس افسانے میں ایک اور کردار کا بھی ذکر ہے۔ جس کا نام اختر ہے۔ جسکی عمر تقریباً بتیس سال کے قریب تھی وہ نہایت خراب حالت میں ہسپتال لایا گیا اور اسکے پورے بدن پر رعشہ طاری تھا۔ اسے کورونری تھرومبوسس کی بیماری تھی اور اسکو ہر وقت دل کے دورے آتے تھے۔ منظور اور اختر ایک ہی وارڈ میں تھے۔ منظور ایک نہایت ہنس مکھ لڑکا تھا۔ اور ہر وقت خوش رہتا تھا۔ اس نے بیماری

کہ دل کا روگ نہیں بنایا منظور اور
اختر میں دوستی ہو گئی۔ اور
منظور کی معصومانہ اور سچے دل
سے مانگی ہوئی دعائیں۔ اختر کے
لیے زندگی اور صحت کا پیغام ثابت
ہوئیں۔ اور منظور کی ذات اسکے
لیے مسیحا کا درجہ رکھتی تھی۔
اختر کو یہ بات سمجھ آگئی کہ
اسکی صحت یابی کی وجہ ڈاکٹری
علاج نہیں بلکہ منظور کی دعائیں
تھیں۔ اور اس دوران پھر
سے اسے دو تین دورے دل
کے آئے لیکن اس نے دل کو
مضبوط کیا۔ اور وہ بچ گیا اور
پہلے سے بہتر ہو گیا لیکن جب
وہ صبح اٹھا۔ تو منظور نہیں
تھا۔ جب اس نے نرس سے
پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ
صبح ساڑھے پانچ بجے مر گیا۔

-:(xiii):-

جواب :

تفصیلیہ :

تفصیلیہ کا لفظ تفصیل سے نکلا ہے۔ جسکی معنی ہیں "علیحدہ کرنا"

تفصیلیہ کی علامت :

تفصیلیہ کی علامت (:-) ہے۔

تفصیلیہ کا استعمال :

تفصیلیہ کا استعمال وہاں ہوتا ہے جہاں مثال ، فہرست یا کسی چیز کی تفصیل بیان کی جائے۔

مثالیں:

لائبریری کے لیے خریدی گئی کتابوں کی تفصیل یہ ہے:۔
آبِ گم،
دیوانِ غالب، کلیاتِ اقبال

ذرا میری داستان سنو:۔ میں صبح اٹھی، کالج گئی، سبق پڑھا

میں نے گھر کے لیے مختلف چیزیں خریدیں:۔ جھاڑو، راشن وغیرہ

:- (ii) :-

جواب :

عبد الودود قمر :

عبد الودود قمر دائرہ ادبیہ کے ناظم اعلیٰ تھے اور سید جعفری کے بہت اچھے دوست تھے وہ نہایت سخت مزاج کے تھے لیکن اپنے سخت مزاج کے باوجود سید جعفری کی بہت عزت کرتے تھے۔

دائرہ ادبیہ :

دائرہ ادبیہ کے نام سے ایک ادارہ صوبہ خیبر پختونخواہ میں قائم کیا گیا جسکی وجہ سے اس صوبہ میں اردو ادب کے نئے دور کا آغاز ہوا

دائرہ ادبیہ کے مصنفین:

نذیر مرزا برلاس
خان محمد گیلانی
مظہر تاتاری
انور ضیائی
جگر کاظمی
فارس بخاری
اور سید جعفری دائرہ ادبیہ
کے صدر تھے

:-(iv):-

جواب:

استدراکی جملے:

تعریف:

استدراکی جملوں

جملوں میں دو جملوں کا باہم مقابلہ کیا جاتا ہے اور ان جملوں کے درمیان اور، پر، مگر، لیکن اور بلکہ استعمال ہوتے ہیں۔

اقسام :

1- نفی جملے
2- تصدیقی جملے
3- مقید جملے

مثالیں :

1- نفی جملے :

ایسا جملہ جس میں پہلے جملے کی رد یا نفی میں دوسرا جملہ آتا ہے۔

جیسے :

اتنا مالدار اور اتنا کنجوس۔

تصدیقی جملے :

ایسا جملہ جس میں دوسرا جملہ پہلے جملے کی تصدیق کرتا ہے۔

مثالیں :

تم انتہائی نالائق ہی نہیں بلکہ کام چور بھی ہو۔

مقید جملے :

ایسا جملہ جس میں دوسرا جملہ پہلے جملے کو مقید یا محدود کر دیتا ہے

مثال :

وہ دوست تو ہے مگر اچھا نہیں

میرے پاس کتاب ہے لیکن اچھی نہیں۔

-: (i) :-

جواب :

حاجی اورنگزیب کے خط کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

مصنف نے اس مضمون حاجی اورنگزیب کا ذکر کیا ہے جسے ایک بیماری لاحق ہو گئی تھی جناح ہسپتال پشاور سے پتا لگا کہ انہیں جگر کی بیماری تھی۔ ڈاکٹر نے انہیں ہدایت کی کہ وہ اپنی آگے کی زندگی خوشی گزاریں جتنا وہ اچھی صحت میں رہیں گے اسکی زندگی جیت کا وقت زیادہ ہوگا۔ اس خط میں انھوں نے پشاور کو بتایا کہ میں نے آپ کا چنا ؤ کیا کہ یہ وقت جو میرا رہ گیا ہے میں اسے تمھارے ساتھ گزاروں

9

نامکمل

حصہ سوم:

سوال نمبر 3:

(الف) :-

جواب:

حوالۂ متن:

سبق کا نام: فاقہ میں روزہ

مصنف کا نام: خواجہ حسن نظامی

ماخوذ: بیگمات کے آنسو

صنف: افسانہ

سیاق و سباق:

اس افسانے میں مصنف "خواجہ حسن نظامی" نے ہندوستان پر مغل بادشاہوں کا ذکر کرتے ہوئے آخری مغل بادشاہ "بہادر شاہ ظفر" اور ان کے خاندان کی بربادی کا ذکر کیا انھوں نے اس افسانے میں انکے بھتیجے "مرزا شہزور" کی زبانی حالات بیان کیے کہ جب دلی پر انگریزوں نے حملہ کیا اور قتل و خون کیا اور لوٹ مار کیا اور انھوں نے یہ بھی بتایا کہ کیسے انھوں نے ہجرت کی اپنے خاندان کے ساتھ اور بہت مشکلات اٹھائیں اور میواتیوں کے ایک گاؤں میں پناہ لی اور ان پر اتنے سخت حالات آگئے کہ یہ شاہی خاندان صدقہ زکوٰۃ لینے پر مجبور ہو گئے

تشریح:

اس عبارت میں
مصنف یہ بتا دیا ہے کہ جب
مرزا سلیم نے اپنے خاندان کے
ساتھ ہجرت کی اور ان کے ساتھ
ان کی بیوی، ماں اور بہن تھی
اور چونکہ یہ لوگ شاہی خاندان
سے تعلق رہے تھے۔ اسلیے ان
کی بہن اور بیوی بہت ناز
نخروں سے پلے تھے اور جب
1857 میں ان پر حملہ ہوا
تو ہجرت کے دوران انھوں
بہت مصیبتیں برداشت کیں
اور راستے میں ان پر گوجروں
نے حملہ کیا اور تو اسکی ماں
نے کہا کہ یہ کیا ہو گیا۔ ہم
پر یہ کیسا وقت آگیا۔ غدر
کی جنگ تو بھی بلا کتنا ناک تھی
خیر اس وقت تو وہ بچ گئے
لیکن جب صبح ہوئی تو اسکی
بیوی نے ان پر بے حالات سے

نامکمل تشریح

برداشت نہ کر سکی اور مر گئی
تو گاؤں والوں نے کفن دفن
وغیرہ کا انتظام کیا۔ اور ان
کو دفن کیا۔

KHYBER PAKHTUNKHWA

سوال نمبر 4 :

-: (ب) :-

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا، وہ شان سلامت رہتی ہے

یہ جان تو آنی جانی ہے، اس جاں کی تو کوئی بات نہیں

شاعر کا نام : فیض احمد فیض

ماخوذ :

تشریح :

اس شعر میں فیض انقلابی انداز اختیار

کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد
بھی ایک سچا عاشق سرفرو رہتا
ہے یعنی زندگی تو فنا ہو جانے
والی چیز ہے لیکن عاشق کا
حوصلہ اور جوش سے گلے لگانا
اس کو سرفرو کرتا ہے انسان تو
مر جاتا ہے لیکن اسکا سینہ تان کر
تختہ دار تک جانا اور بہادری کے
ساتھ سر اونچا کرکے پھانسی کے
پھندے پر چڑھنا اسکو ہمیشہ
کے لیے امر کر دیتا ہے

شاعر کا مطلب یہ ہے کہ جیسے
بھی حالات آجائیں گھبرانا نہیں
چاہیے اور وطن کی حفاظت کے
لیے خوب محنت کرنا چاہیے اور
اگر اپنی جان کی قربانی بھی دینی
پڑے تو جان کی موت کی قربانی
دے دو اور قتل گاہ کی طرف
سر اونچا کرکے اس شان کے
ساتھ جاؤ کہ وطن دشمن عدنا
[illegible] موت سے

ڈرنے والا نہیں اور بہادری اور
شجاعت سے موت قبول کرتے ہیں
وطن کے محافظوں کو یہ بات پتہ
ہے وہ یہ جانتے ہیں کہ انسان
ایک نہ ایک دن اپنا وقت پورا
کرکے مرجاتا ہے کوئی بیماری سے
مرجاتا ہے اور کوئی حادثے کا شکار
ہوکر مرجاتا ہے تو کیوں نہ یہ جان
وطن پر قربان کر دی جائے ایسے
شہید بھی کہلائے جائیں اور تاریخ
میں ہمارا نام سنہرے حروف سے لکھا
جائے گا۔

گر بازی عشق کی بازی ہے جو چاہو لگا
دو ڈر کیسا
گر جیت گئے تو کیا کہنا ہارے بھی
تو بازی مات نہیں

شاعر کا نام: فیض احمد فیض

تشریح :

اس شعر میں شاعر عشق
کے بارے میں ذکر کر رہے ہیں کہ
عشق ایک ایسا کھیل ہے کہ اس
میں ہر ایک کو دھر لینا چاہیے
اور اس عشق کے کھیل میں ہارنے
سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ
عشق میں ہار جیت کوئی معنی
نہیں رکھتا عشق کی بازی لگا
کر دیکھو جیت گئے تو بازی
جیت لی لیکن ہار گئے تو کوئی
بات نہیں کیونکہ ہارنا بھی جیت
کے برابر بھی ہوتا ہے

اس کا دوسرا مطلب یہ بھی
ہو سکتا ہے۔ کہ وطن کے لیے ہر
وقت اپنی جان قربان کرنے کو
تیار رکھیں۔ اگر جیت گئے تو
غازی کہلاؤ گے۔ لیکن ہار گئے تو
شہید کہلاؤ گے۔ اور سب
یاد رکھیں گے۔

Board Of Intermediate & Secondary Education Khyber Pakhtunkhwa

CONTINUATION SHEET

Fic. No. 0168

(صرف بورڈ کے استعمال کیلئے) اُمیدوار یہاں کچھ نہ لکھیں

سوال نمبر 5 :

مضمون:

"میرا پسندیدہ مشغلہ"

تعارف:

ہر انسان کا ایک مشغلہ ہوتا ہے جسے وہ فارغ وقت میں کرتا اور اپنا وقت گزارتا ہے۔ اسی طرح میرا بھی ایک مشغلہ ہے جس سے میں اپنا دل بہلاتی ہوں۔

میرا مشغلہ:

میرا پسندیدہ مشغلہ باغبانی کرنا ہے

میں نے اپنے گھر کے قریب ہی ایک جگہ باغبانی کے لیے رکھی اور وہاں مختلف قسم کی سبزیاں وغیرہ جیسی توری، بھنڈی، مرچ وغیرہ لگائی ہیں اور میں ان کا ہر وقت خیال رکھتی ہوں۔ ہر دن اپنے باغ جاتی ہوں۔ اور ان کو پانی دیتی ہوں۔ اور ان کے لیے میں جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ان کا بھی خیال رکھتی ہوں۔ اس کے علاوہ ہیں ان روشنی خوراک ہر چیز کا خیال رکھتی ہوں۔ کہ کہیں یہ زیادہ روشنی کی وجہ سے یا یہ زیادہ گرمی کی وجہ سے خراب نہ ہو جائیں۔

اس کے علاوہ میں نے اپنے باغ میں

کئی پھول بھی لگائے ہیں جیسے گلاب
کا پھول مجھے بہت پسند ہے

میرا طریقہ کار:

میں صبح سویرے اٹھتی ہوں
اور پھر ٹھنڈی ہوا لینے اپنے باغ
میں آتی ہوں۔ اور اپنے باغ کی
وقتاً فوقتاً صفائی کرتی ہوں
باغ کو صاف کرتی ہوں۔ اور
پودوں کی مٹی بدلتی رہتی ہوں
اور ہر وقت دیکھتی ہوں کہ کہیں
خراب نہ ہو جائیں۔ اور ان
کا بہت خیال کرتی ہوں کہیں
انہیں کیڑے نہ لگ جائیں اس کے
علاوہ اگر میرے گھر میں کوئی
مہمان آئے تو انہیں بھی باغ
کی سیر کرواتی ہوں۔ اور اسطرح
باغ میں آنے والے سب بہت
خوش ہوتے ہیں

باغ میں ہر طرف ہریالی ہی
ہریالی ہوتی ہے۔ جس سے ہر
سر سبز و شاداب منظر دکھائی دیتا
ہے۔ اور دیکھنے والے کے لیے
لطف اندوز ہوتا ہے اور سب
میرے باغ میں آ کے بہت خوش
ہوتے ہیں۔

اسکے علاوہ اس باغ میں
بہت سبزیاں اگتی ہیں اور جب
وہ پک جاتی ہیں تو میں انھیں
کاٹ کر گھر لے آتی ہوں اور امی
انھیں پکاتی ہیں اس سے یہ
فائدہ ہوتا ہے کہ ہر وقت سبزی
بھی میسر ہوتی ہے اور اسکے
علاوہ وہ بالکل صاف اور تازہ
تازہ ہوتی ہے۔

B.I.S.E
THE END
KOHAT